Dr. S. K. Jabeen
Dept of Urdu
Rohtas Mahila College, Sasaram

Topic: Irfaan_e_asq ke hwale se Jameel Mazhari ki marsia goi par tabserah

[*Urdu Hon's B. A., Part-II*]

Scanned with CamScanner

جمیل مظہری کی مرثیہ گوئی پر "عرفانِ عشق" کے حوالے سے تبصرہ

"عرفانِ عشق" جمیل مظہری کا پہلا مرثیہ ہے جس میں ۴۷ بند شامل ہیں۔ اس مرثیہ کی اشاعت ۱۹۳۰ء میں ہوئی۔ جمیل مظہری کی مرثیہ گوئی میں علمی متانت، رفتار کی استقامت اور مصلحت کوشی ملتی ہے۔ تصورِ حیات و کائنات اور مسائل سیاست و معتقدات کا اظہار ادبی وقار کے ساتھ کیا گیا ہے۔ انہوں نے رواجی طریقۂ مرثیہ گوئی کو ترک کر کے سیرت و شہادت امام حسینؓ کی عظمت و جلالت اور اُن کی قربانی کے دوررس نتائج کے بیان کو اہمیت دی ہے اور اس المناک واقعہ سے متعلق اپنی فکر و نظر پیش کرنے میں بڑی شاعرانہ فنکاریاں دکھائی ہیں۔

"عرفانِ عشق" کی حقیقت بیان کرتے ہوئے جمیل مظہری فرماتے ہیں کہ ؎

عشق کیا ہے غم ہستی سے رہا ہو جانا
اور رہا ہو کے گرفتارِ بلا ہوا جانا

مقصدِ زندگی اور رضائے الٰہی کے حصول کے لئے اللہ والے بے خوف و خطر، میدانِ عمل میں پیش قدمی کرتے ہیں۔ وہ جام فنا پی کر مست ہو جاتے ہیں۔ وہ وفا کے پابند ہوتے ہیں ان کی زندگی ہر قید سے آزاد ہوتی ہے۔ وہ انجام کی فکر نہیں کرتے ہیں اُن کی نظر صاف رضائے الٰہی پر ہوتی ہے۔ بقول اقبالؒ ؎

بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق
عقل ہے محوِ تماشائے لبِ بام ابھی

جمیل مظہری کہتے ہیں کہ ؎

اہل دلِ عشق کو اِک مشق فنا کہتے ہیں
گرمئی انجمنِ ارض و سما کہتے ہیں

سچا عاشق، ایثار و قربانی کی وہ مثال پیش کرتا ہے۔ جس کی گرمی، اور الوالعزمی سے کفر و الحاد اور اُس کے طاغوتی نظام لرزہ بہ اندام ہو جاتے ہیں۔ لیکن وہ صراط مستقیم کا داعی و علمبردار ہوتا ہے۔ وہ خدا خوفی کا پیکر اور اُسکی خوشنودی کا طلبگار رہوتا ہے۔ وہ خدائی نظام کو قائم رکھنے کے لئے

Scanned with CamScanner

زندہ رہتا ہے اور اُس کی حفاظت کرنے کے لئے جامِ شہادت بھی نوش فرماتا ہے۔ اُس کے سینوں میں دھڑکنے والا دل، حُبِّ الٰہی کے جذبات سے لبریز ہوتا ہے اور اُس کے نبض کی رفتار مقصدِ فطرت کی تکمیل کے لئے ہوتی ہے۔ وہ غم سے بے خوف، شجاعت اور عزیمت کا پیکر ہوتا ہے۔ بشری تقاضے نہایت شعور اور ہوشمندی سے انجام دیتا ہے۔

نشۂ ہو بیخودئ شوق میں ہشیاری کا
زندگی نام ہے جذبات کی بیداری کا

جمیل مظہری کہتے ہیں کہ عاشق حق کے دل میں ایمان کی روشنی ہوتی ہے وہی نورِ سوزِ دل مانند چراغاں بن کر تحریک پیدا کرتی ہے اور راہِ فنا کے دریا میں غوطہ زن ہو جانے کے لئے ابھارتی ہے۔ وہ کامل اطاعت گزار ہوتا ہے اُس کے دل میں صرف اللہ کے لئے جینے اور مرنے کی تمنا انگڑائیاں لیتی ہے۔ اُس کا ظاہر و باطن عکسِ حقیقت کا آئینہ دار ہوتا ہے۔

ساغرِ چشم مئے اشک سے لبریز رہے
نہ بجھے شمعِ وفا لاکھ ہوا تیز رہے

وہ عظیم المرتبت، مردِ مجاہد اور جانباز اصولوں کو ٹوٹنے سے بچانے کے لئے شہید ہونا گوارا کرتے ہیں لیکن مصالحت قبول نہیں کرتے ہیں۔ وہ دنیوی عیش و آرام کو خاطر میں نہیں لاتے ہیں۔ وہ جذبۂ عشق سے مدہوش ہوتے ہیں، عقل کو دخل دینے کی اجازت نہیں دیتے ہیں۔ اُن کے دل کا درد، جذبۂ قربانی پیدا کرتا ہے۔ وہ اہلِ وفا صرف ذوقِ فنا کو ہی شرطِ مسلمانی سمجھتے ہیں۔

دردِ دل ذوقِ فنا شرطِ مسلمانی ہے
مذہب اہل وفا جذبۂ قربانی ہے

وہ اپنے وقت کے قائد و امام ہوتے ہیں۔ فرعون کے مقابلہ میں موسیٰؑ بن کر سامنے آتے ہیں۔ وہ وقت کی نبض کو پہچان کر، معالج و مسیحا بن کر، زمانے کو بدلنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تاکہ فاسد مادّے زہر افشانی نہ کر سکے۔ وہ فانوس ہدایت کو روشن رکھنے کے لئے جدوجہد کرتے ہیں۔ وہ درسِ بصیرت دے کر اہلِ بینش کو بیدار کرتے ہیں۔ وہ ملت کی شیرازہ بندی کرتے ہیں۔ وہ عزم صمیم رکھتے ہیں۔ ابتلا و آزمائش کو خاطر میں نہیں لاتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

بند پانی ہو، گلے تیغ سے رہتے جائیں
درسِ ایثار کا ہر حال میں دیتے جائیں
نامِ حق نرغۂ باطل میں بھی لیتے جائیں
اپنی کشتی کو تلاطم میں بھی کھیتے جائیں

علامہ جمیل مظہری فرماتے ہیں کہ معرکۂ حق و باطل میں، وہ صاحبِ احساس و شعور بہ ابھرتے ہیں۔ وہ صادق القول، وفادار، اولوالعزم، غیور، غازی اور صف شکن بن کر اپنی ہمت کا مظ کرتے ہیں۔ افسر شاہی کو اپنی ٹھوکروں سے پائمال کرتے ہیں۔ وہ باطل کو سرنگوں کرنے کی کو کرتے ہیں ۔

پیشِ باطل کبھی گردن کو جھکاتے بھی نہ ہوں
رُخ پہ گھبرا کے سپر جنگ میں لاتے بھی نہ ہوں

علامہ جمیل مظہری کہتے ہیں کہ ایسی تاریخ ساز ہستیاں، جنہوں نے چشمۂ آبِ بقا پینے لئے، کربلا کی سرزمین کو منتخب کیا۔ وہاں آج چند قبریں، گمنامی کے عالم میں سینۂ مادرِ گیتی پہ غمِ ہجر کا بنی ہوئی موجود ہیں۔

وہ رہنما بن کر آئے تھے۔ راہِ منزل دکھا کر اور جذباتِ وفا جگا کر، نقشِ پا چھوڑ گئے ہیں ۔

مُدّعا یہ تھا کہ دکھلا دیں حقیقت کیا ہے
کہتے ہیں قائدِ حق کس کو قیادت کیا ہے

وہ معرکۂ حق و باطل کے لاثانی مردِ مجاہد تھے۔ دُھوپ کی تپش، ننھے بچوں کی تشنگی اور چارگی اُن کے سامنے طوفانی فضا پیدا کردیتی ہے۔ محبت کے جذبات ابھرتے ہیں۔ لیکن اُن ی شجاعت، اُن کا عزم باقی رہتا ہے۔ وہ ہمت و حوصلہ کو بلند رکھتے ہیں۔ اُن کے سینوں میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا دل دھڑکنے لگتا ہے۔ وہ اپنے بچوں کو راہِ خدا میں قربان کردینے کو تیار ہوجاتے ہیں۔ تاریخ گواہ ہے سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے شمعِ فانوسِ وفا کو روشن رکھنے کے لئے، لختِ جگر کو بھی جامِ شہادت پینے کا موقع دیا ہے ۔

تو ہی بتلا دے کہاں سے وہ جگر لائے تھے
ایسے پیاسے ترے ساحل پہ کبھی آئے تھے

Scanned with CamScanner

حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت اور کربلا والوں کے جذبۂ ایثار، شانِ علمداری کی وجہ سے ہی آج اسلام کی عظمت باقی ہے۔ آپؑ کی مثال شجاعت کا ذکر کرتے ہوئے علامہ جمیل مظہری فرماتے ہیں کہ ؂

صفیں برہم ہوئیں پسپا کیا جراروں کو
جس طرح سیلِ رواں توڑ دے دیواروں کو

میدانِ کربلا میں، وہ صفوں میں تلاطم اور ہلچل پیدا کرتے ہوئے، آگے بڑھتے جا رہے تھے۔ دشمن افواج کے صفِ اوّل کو صفِ آخر بنا کر، دادِ شجاعت دے رہے تھے۔ نمازِ عصر تک نعرۂ تکبیر سے میدان گونج رہا تھا۔ اب عشق کی منزل قریب تھی۔ چند گھنٹوں میں نزاعِ حق و باطل تمام ہونے والی تھی۔ انہوں نے قولی و عملی شہادت پیش کرتے ہوئے، اب جام شہادت پی کر، عرفانِ عشق کے مرحلے کو بھی طئے کر لیا ؂

مرکے چہرے تبسم رہے غازی ایسے
سر کٹے سجدۂ خالق میں نمازی ایسے

امام حسین علیہ السلام کی عظمت کی قدردانی، ان کی شہادت کے بعد اور بھی زیادہ ہوگئی ہے۔ اہل بیت رسول ﷺ کی محبت رنگ لائی ہے۔ عشاق اُن کی تربت کی زیارت کو جاتے ہیں۔ ہر سال، ماہِ محرم میں اُن کا سوگ منایا جاتا ہے۔ اُن شہیدوں کے لئے نذرانۂ عقیدت پیش کی جاتی ہے ؂

ہاتھ پھیلائے ہوئے پیشِ خداوند مجیب
انبیا کی وہ صفیں عرش الٰہی کے قریب

الغرض جمیل مظہری کا یہ مرثیہ ''عرفانِ عشق'' استقامت، عزیمت، عزم سرفروشی، ہمت، استقلال اور خودداری کا سبق سکھاتا ہے۔ مردِ عارف حقائق سے آگاہ ہوتا ہے۔ وہ عشق کے مقام بلند پر فائز ہوتا ہے۔ اُس کے علم میں بلندی و پستی واضح ہوتی ہے۔ اس لئے وہ عارضی راحت و سکون پر ابدی راحت و سکون کو ترجیح دیتا ہے۔ اُس کی زندگی اور موت، صرف رضائے الٰہی کے لئے ہوتی ہے۔ وہ حبِ الٰہی کے جذبہ سے ایسا سرشار ہوتا ہے کہ ساری چیزیں اُس کی نظر میں بے وقعت ہو جاتی ہے۔ وہ خاندان، وطن اور دوست واحباب کی محبت کو، اللہ کی محبت کے مقابلے میں بے وزن سمجھتا ہے۔ ان تمام جذباتی رشتہ کو قربان کر کے ''عرفانِ عشق'' کی منزل پر پہنچنے میں کامیاب ہوتا ہے۔

Scanned with CamScanner